ہے۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ سو آپ یہ بیان سنا دیں، تا کہ وہ غور وفکر کریں۔ برے ہیں وہ لوگ مثال کی رو سے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔"

غرضیکہ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں مختلف انداز میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور اگر کوئی بھی انسان قرآنی تعلیمات کے بحرِ زخّار میں غوطہ زن ہو جائے، میدان علم ومعرفت کا شہسوار بن جائے۔ اور جو قرآنی علوم کا خوشہ چین بن جائے تو اس کے سامنے علم ومعرفت کے نت نئے اسرار ورموز کھلتے ہی جاتے ہیں۔ مسلمان مدبرین اور فلاسفروں نے قرآن حکیم کی روشن تعلیمات سے ایسے ایسے نکتے نکالے، جن کی روشنی میں انہوں نے ترقیوں کے زینے طے کئے۔ علومِ فلکیات وارضیات میں ایسے ایسے محیر العقول حقائق دریافت کیے، کہ اُس دور کے اہل مغرب حیران وششدر رہ گئے۔ حربی ٹیکنالوجی سے لے کر زرعی ترقیوں، فن سپہ گری سے لے کر فنونِ آبپاشی تک میں بلندیوں کو چھونے لگے۔

آج کے ترقی یافتہ ممالک اہل مغرب ان ہی کی تعلیمات کے خوشہ چین ہیں، جدید دور کی ترقیوں کا منبع ومأخذ قرآن کریم ہی ہے۔ مختصراً درج ذیل قرآنی اعجاز واسرار ورموز پر غور کیجئے:

ا۔ **فضاؤں کی تسخیر:** ہوائی سفر اور علم فلکیات کی طرف درج ذیل قرآنی آیات میں اشارہ ملتا ہے۔ اور مسلمانوں نے اسی علم سے استفادہ کرتے ہوئے بڑی ترقیاں حاصل کی تھیں۔ اور اسی سے اہل مغرب مزید تحقیقات کرکے اس دور میں آرام دہ اور نقصان دہ ہر طرح کے ہوائی جہاز ودیگر سٹلائٹ مشینوں میں ترقیاں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **﴿ولسليمان الريحَ غدوُّها شهرٌ ورواحُها شهرٌ﴾** [سبأ ١٢] "اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ صبح کی منزل اس کی مہینہ بھر کی ہوتی اور شام کی منزل بھی۔" سلیمان علیہ السلام مع اعیان سلطنت اور لشکر تخت پر بیٹھ جاتے اور جدھر آپ کا حکم ہوتا، ہوائیں اسے اتنی رفتار سے لے جاتیں کہ ایک مہینہ جتنی مسافت صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے رات تک ایک مہینہ جتنی مسافت طے ہو جاتی تھی۔ (یعنی ہوائی جہاز کی رفتار سے) [احسن البیان ص ١٢١٠] (جاری)

تصحیح نامہ

شمارہ 45 صفحہ 67 میں الاثر پبلک سکول کریس کلاس 5th میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے طالب علم کا نام سعید مصطفیٰ شائع ہوا تھا۔ دراصل اس ہونہار طالب علم کا نام "**سید مصطفیٰ**" بن سید حبیب اللہ بن سید جمال الدین ہے۔ اللہ اس عزیز طالب علم سمیت تمام نونہالوں کو خلوص اور لگن سے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حروفِ ابجد

آیات کو اعداد کی صورت میں لکھنا

محمد یٰسین عفیف جہانوی

ایک طویل عرصے سے بہت سے لوگوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ 786 کا ہندسہ لکھنے کی بدعت یا رسم اپنا رکھی ہے۔ اور اس میں لاپروائی سے عام لوگ تو کجا، پڑھے لکھے سمجھدار طالب علم یہاں تک کہ بعض عالمِ دین بھی اس ہندسے کو مقدس سمجھ کر حصول برکت کے لیے لکھتے ہیں۔ علماء کرام بھی اس اہم مسئلے کی جانب خاص توجہ نہیں دیتے ؛ حالانکہ یہ بہت ہی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔

قرآن پاک کی بے حرمتی سے بچنے کے بہانے مقدس الفاظ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ ان ہندسوں کو تحریروں میں استعمال کرنے کا رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اس لیے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ اس مسئلے کو عام لوگوں کے لیے اجاگر کریں، چاہے وہ تحریری طور پر ہو یا تقریری یا عملی کسی بھی صورت میں ہو، لیکن صحیح مسئلے کو بیان کر دینا چاہیے۔ عمل کی توفیق اور حق بات کی سمجھ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔

کیا ہمارا ضمیر یہ برداشت کرے گا کہ قرآن پاک کی سورت سے قبل بسم اللہ کو ہٹا کر 786 کا ہندسہ لکھ دیا جائے؟ یقیناً نہیں، تو میرے پیارے بھائیو! آخر کیوں اپنے عام اور خاص استعمال میں 786 لکھنا پسند کرتے ہیں؟ قرآن پاک میں تسمیہ کے وہی مقدس الفاظ ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو خط میں لکھے۔ تو جو کوئی بھائی حق بات سامنے آجانے کے بعد 786 ہندسے کو اس نیت سے استعمال کرتا ہے کہ اس سے اللہ کی رحمت حاصل ہوگی؛ تو سمجھ لو وہ ایک گمراہ شخص ہے۔ اور ان ہندسوں کا جواز پیش کرنے کی ہر کوشش بھی جہالت ہے۔ کیا کہیں قرآن پاک یا حدیث رسول اللہ ﷺ سے یہ مجموعہ ثابت ہے؟ اگر نہیں تو پھر ان کا استعمال ہر حال میں چھوڑ کر وہ الفاظ استعمال کیے جائیں جو ہمارے رب نے قرآن میں جگہ جگہ استعمال کئے ہیں اور ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے ہر خط، ہر تحریر اور ہر مقام پر استعمال کیے ہیں۔ اگر آج بسم اللہ کا مجموعہ 786 بنا لیا ہے، تو قریب ہے کہ اصل قرآن پاک یا حدیث رسول اللہ ﷺ کا مجموعہ من گھڑت طریقوں سے عام لوگوں میں پھیلا دیا جائے۔ اگر ان مجموعوں کی آج روک تھام نہ کی گئی اور صحیح الفاظ استعمال نہ کیے گئے تو آنے والے دنوں میں اور بھی کئی مجموعے ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔

حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں ہیں، ان کے متعلق کتب تفسیر میں یہ روایت موجود ہے کہ یہودیوں نے جب یہ حروف سنے تو ان کا خیال تھا کہ اس سے مراد مدت ہے کہ اس نبی (ﷺ) کی امت اتنا عرصہ رہے گی۔ چنانچہ الٓمٓ سن کر ایک یہودی عالم نے کہا کہ مسلمانوں کا دین تو محض 71 سال تک باقی رہے گا۔ پھر اسے بتایا گیا کہ قرآن مجید میں الٓمٓصٓ بھی ہے، تو اس نے کہا یہ تو اور زیادہ ہو گئے۔ پھر جب اس کے سامنے الٓرٰ پیش کیا گیا، تو اور زیادہ پریشان ہو گیا، کیونکہ اس کا مجموعہ 23 بنتا ہے۔ آخر کہنے لگا مسئلہ الجھ گیا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں ان کا مقصد کیا ہے؟! اسلاف کرام کا موقف یہ ہے کہ ان حروف مقطعات کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ یہی موقف درست اور حقیقت پر مبنی ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حروف اور اعداد کو ایک دوسرے کا بدل قرار دینے کا تصور یہودیوں کی طرف سے آیا ہے۔ اس کے علاوہ ضروری نہیں کہ ایک عدد ایک ہی عبارت کو ظاہر کرے؛ بلکہ ایک سے زیادہ عبارتوں کے مجموعے بھی مساوی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً عدد 786 جسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا بدل قرار دیا جاتا ہے، ہندوؤں کے معبود کرشن کے نعرے ''ہرے کرشنا'' کے اعداد کا مجموعہ بھی بنتا ہے۔

لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ اس طرح کے ہندسے 786 وغیرہ کو ہرگز استعمال نہ کریں۔ اور علم ہو جانے کے بعد دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی ان مشکوک و مشترک ہندسوں کے استعمال سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں؛ کیونکہ اس میں کفر سے مشابہت کا خدشہ ہے۔ دین اسلام کی بنیاد توحید ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں گے قولی، عملی یا تحریری طور پر تو یاد رکھنا یہ شرک کا ارتکاب ہوگا۔ اور شرک کسی بھی حالت میں رب تعالیٰ کو پسند نہیں اور شرک کی معافی بھی ہرگز نہیں۔

کیا پیارے نبی ﷺ کو مقدس الفاظ کے احترام کا پتہ نہیں تھا جو بسم اللہ لکھتے تھے؟ وہ بھی تو اس کی جگہ 786 یا کوئی ہندسہ لکھوا سکتے تھے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی بے حرمتی نہ ہو۔ پھر یہ نظریہ کس قدر نا معقول بلکہ احمقانہ ہے کہ کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو اسے ادب سے رکھنا چاہیے؛ لیکن 786 لکھا ہو تو اس قدر احتیاط اور احترام کرنا ضروری نہیں ہے؟! اگر یہ عدد بھی بسم اللہ ہی ہے، تو اس کا احترام بھی اسی قدر ضروری ہوتا!! اس بدعت کی یہ بات بھی بڑی عجیب ہے کہ 786 کا عدد بسم اللہ کا نعم البدل صرف تحریر نہیں ہے، زبان سے بولنے میں نہیں۔

کیا مقدس الفاظ کے احترام کے زمرے میں صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی آتا ہے؟ اس طرح بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی جگہ 66 اور نبی اکرم ﷺ کے نام کی جگہ 92 لکھتے ہیں۔ اور بے ادبی سے بچنے کا طریقہ یہی نکالا ہے